اودھ کے چند عربی شعراء

مسعود انور علوی کاکوروی

ہندوستان میں عربوں کی آمد سے عربی شاعری کا آغاز بھی ہوتا ہے۔ البتہ یہ شاعری خالص عربوں کی شاعری تھی بعد ازاں سندھی موالی مثلاً ابوالعطا سندی، ابوالفتح کشاجم وغیرہ ہندی الاصل حضرات شعر کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہندوستانی شعراء بڑی حد تک جاہلی شعراء اور ابو تمام و متنبی نیز صاحب مقامات حریری کے کلام سے متعارف ہو چکے تھے۔ اسی وجہ سے یہاں مقامات حریری، دیوان متنبی، حماسہ، سبع معلقات، قصائد بانت سعاد اور بوصیری کے متعدد شروح و حواشی لکھے گئے۔ اور فارسی و اردو تراجم ہوئے۔ ہندوستانیوں نے اہل زبان کی تراکیب، بندش الفاظ معانی کی ادائیگی اور اسلوب بیان کو ایک حد تک اپنایا اور ان ہی بحور و قوافی میں ما فی الضمیر کو ادا کیا، لیکن اس کے باوجود ہندوستانی شعراء اپنے کلام میں وہ بات نہ پیدا کر سکے جو ان کی شاعری کو اہل زبان کی شاعری کے شانہ بشانہ کرتی۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے شعراء باوجود عربی زبان میں مہارت کے وہ ماحول نہ پا سکے جو اہل زبان کی شاعری کے لئے درکار تھا۔ علاوہ ازیں عربی شاعری کو بھی اپنے فروغ کے لئے شاہی سرپرستی درکار تھی جو اسے نہ حاصل ہو سکی۔ اسی لئے اہل عرب نے یہاں کے علماء و فضلاء کو ان کی علمیت اور فضیلت کی بناپر

ی نگاہ سے تو دیکھا مگر بلند پایہ عربی شاعر کی حیثیت سے انھیں عام طور پر
ر کیا۔ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا عربیت پر عجمیت کا غلبہ ہوتا گیا۔ اودھ کے
اور سلاطین و امراء کا طبعی رجحان فارسی کی طرف تھا۔ مدارس عربیہ میں عربی
علوم کی ترویج و اشاعت اور درس و تدریس ضرور تھی مگر اس کے باوجود
بان علماء و فضلاء کے دائرے میں محدود رہی۔ ہندوستان کے عربی کو شعرا
ب کے روزمرہ کے لسانی تغیرات سے لاعلم رہے اس لئے عام طور پر ان
دب قدیم طرز کا رہا۔ اس عربی ماحول کے نہ ہونے اور اس پر عجمیت کا گہرا اثر
کے باوجود اودھ کا عربی سرمایہ قابل توجہ ہے۔ یہاں ایسے متعدد شعراء پیدا
ہوا گرچہ اصحاب معلقات اور متنبی نیز دیگر اہل زبان کے ہم پلہ تو نہ ہو سکے۔
، کا کلام کسی نہ کسی وجہ سے اہمیت کا حامل ہے اور ہندوستانی عربی شاعری
ں کا ایک منفرد مقام ہے۔

شعراء نے اپنے قصائد کی ابتداء اہل عرب کی پیروی میں تشبیب سے کی اور ایرانی
ں کے طریقے اور اردو شاعری کے خلاف معشوق کو مونث ہی رکھا ہے۔ شعرائے
ی زندگی چونکہ عربوں کی طرح بدویانہ نہ تھی اس لئے بے آب و گیاہ لق و دق
ں میں پانی کی تلاش، نخلستانوں کی جستجو، لو، دھوپ کی شدت اور...
ب کی تمازت وغیرہ کا عام طور پر تذکرہ نہیں ہے۔ شعراء کے عام طور پر ممدوحین
، سلاسل کے شیوخ طریقت، ان کے مرشدین و مرشدزادگان، علماء و فضلا
ساتذہ ہیں۔ ان کے کلام میں غزلیں بھی موجود ہیں اور مراثی، تقاریظ، رباعیات
ت، تضمینیں، حمد و نعت، مناجات، تاریخ گوئی، تہنیت، تعزیت، حکمت
، فخر و حماسہ، حب الوطنی، منظوم مراسلت، شکایت زمانہ وغیرہ پر بھی
ر ملتے ہیں۔

عشق سے برأت اور معشوق سے تنفر اور بیزاری کا مضمون [illegible]
کے کلام میں ملتا ہے "مظہر البرکات" میں میر غلام علی آزاد بلگرامی کی مثنویاں
صنعت تجنیس میں مفتی محمد عباس تستری لکھنوی کی "اجناس الاجناس"
ذکر ہیں۔ آزاد بلگرامی نے فارسی شاعری کے رنگ معشوقہ کے سراپا کو
شرح و بسط سے پیش کیا ہے۔ معشوقہ کے نام لیلیٰ، سلمیٰ، عذرا، زینب
اور سعاد وغیرہ ملتے ہیں جو خالص عربی شعراء کی تقلید ہے۔

آزاد بلگرامی نے تینتیس ۳۳ ہندی صنائع کے اصطلاحی نام عربی زبان
میں اضافہ کے خیال سے اپنے کلام میں پیش کیے۔

قاضی القضاۃ مولانا نجم الدین علی خاں علوی ثاقب کاکوروی (۱۲۹
ھ/۱۸۱۴ء) اور سید محمد بلگرامی (۱۱۸۵ھ/۱۷۷۲ء) نے اپنے اشعار میں
کا نام اس طرح پیش کیا ہے:

لِسَلمیٰ جمالٌ کشمسِ الضُّحیٰ
لَہا جَبہۃ قبلُ ھلالٍ بَدا (۱)

قالت فتاۃ لسلمیٰ یا صویحبتی … ھبنی لعا شقک المسکین تسکیہ
قالت تجیب لان یجیبدہ مکتئبٌ … لتعلمن علی شئٍ تقولینا (۲)

ثاقب کاکوروی معشوقہ کی تعریف کرتے ہیں۔

لَہا قامۃ مثل سرو تمیل … یداھا کا غصانہ بالصبا (۳)

۱۔ سفرنامۂ لندن، مسیح الدین خاں علوی (سفیرِ شاہ اودھ) (مخطوط) حدیقۃ الافراح، ۳۷
۲۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان: ۸۸
۳۔ حدیقۃ الافراح: ۲۳۰۔

اودھ کے شعراء نے اپنے کلام میں عربی اقتباسات، قرآنی آیات اور احادیث
کا برمحل استعمال بھی کیا ہے۔

طاہ رب الوری فی الکف توسعۃ   دزادہ بسطۃ فی العلم والجسم
قلت اھلا بمن جلت عنایۃ   بھا تیسر لی نور علی نور (۱)

غیل محمد بلگرامی (۱۱۵۱ھ/ ۱۷۳۸ء) کا شعر ہے۔

وغدوت من نمامھا متعجبا   لا یدخل الجنۃ النمام (۲)

اہل عجم کی اتباع میں یہاں کے شعراء نے بادنسیم اور کبوتروں سے بھی پیام
کا کام لیا ہے۔

غنی تقی زید پوری (۱۲۵ھ/ ۱۷۴۴ء) کا شعر ہے۔

نسیم الصبا بلغہ سلاما   إلی العلامۃ الحبر المتین (۳)

شعراء نے عجمی خیالات کو بھی عربی اشعار میں خوب سمویا ہے۔ آزاد بلگرامی
۱ھ/ ۱۷۸۶ء) نے مصرعہ اولی میں عجمی خیالات کی ترجمانی کی ہے۔

قد ورد فی مقلتی ایام لقیتھا   ھل ما مضی من زمان العمر یاتینی (۴)

ل اور رخسار کا تذکرہ بھی ان کے اشعار میں ملتا ہے۔

اسمائنا المساء غصن الصندل   او ما تشمار یحھا فی المحفل
لا غرو ان حیی العشاق قبل غد   من بعد ما احرقتھم نار اشواق

۔ السبحۃ: ۱۰۱
۔ السبحۃ: ۱۵۳
۔ نجوم السماء: ۲۹۲
۔ نزہۃ الخواطر ۶: ۲۰۵

[illegible]

[illegible]

اودھ کے شعراء کے یہاں منظوم مراسلت اور خطوط نگاری بھی ملتی ہے
محب اللہ کاکوروی (م ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء) کے ایک مکتوب سے چند اشعار
ملاحظہ ہوں۔

یاشفیقی أنت مقبول الأنام — استمع احوالنا بعد السلام
اذکروا وصافك فی کل حین — لا تصور لکن ب غیر الیقین
کنت فی فلك النعیم مستقیم — قد جرت عینای یا ماء الحمیم
قد نظمت الدر فی سلك السطور — زین من ذلك تاج السرور
فاعلموا المریق لحم فی الجسد — قد بقی جلد و عظم فی الجسد
بعد شعبان لدلك هذ الغریب — عازم انشاء ربی یا نصیب

یہاں کے شعراء نے اپنے کلام میں اہل عجم کی اتباع میں تخلص بھی استعمال

فیا ثاقب اصبر ولا تجزعن — لأن النساء قل فیما الزمن
فیا جیلك الوزیر بکل حال — وما هو طالب غیر الرضا

یوں تو اودھ کے ہر ہر قصبہ و قریہ میں علم و ادب کا چرچا ہونے کی
شاعری کا بھی دور دورا تھا لیکن اختصار کے پیش نظر ہمارے
انیسویں شعرا ایسے ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے اہم ہیں۔ ان کا کلام چند

۱۔ السبع : ۱۳۹
۲۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری، مولانا شاہ علی حیدر قلندر کاکوروی
۳۔ حدیقۃ الافراح : ۲۲۶
۴۔ دیوان وزیر سندیلوی ۔ (مخطوطہ)

عربی شاعری میں وقیع مقام کا ضامن ہے۔

انتصار کے پیش نظران شعراء میں سے نمونۃً صرف تین کا اجمالی تذکرہ اور ان کے کلام کا نمونہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ اودھ کی عربی شاعری اور اس کے مزاج کا اندازہ ہوسکے بقیہ سولہ شعراء کے واسطے حواشی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سید عبدالجلیل بلگرامی (۱۱۳۸ھ/۱۷۲۵ء)

۲۔ طفیل محمد بلگرامی (م ۱۱۵۱ھ/۱۷۳۸ء)

۳۔ ملا غوب اللہ کاکوروی (م ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء)

۴۔ سید محمد بلگرامی (۱۱۸۵ھ/۱۷۴۸ء)

۵۔ محمد یوسف بلگرامی (م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء)

۶۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی (۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء)

سبحۃ المرجان: ۷۹، ۸۳، حیات جلیل جلد اول و دوم، مآثر الکرام ۱: ۲۵۰-... ، ۲۶۸-۲، حدیقۃ الافراح: ۲۳۲، ریاض الفردوس: ۱۲۷، شمع انجمن: ۳۱۳، ... الادب: ۲۰۵، ابجد العلوم ۹۰۷-۹۰۸، مفتاح التواریخ ۳۱۰-۳۱۱، ... ہند: ۱۰۸، ۱۰۹، النزہۃ ۶: ۱۳۹-۱۴۰ THE CONTRIBUTION OF INDIA TO ARABIC LIT...

... ۹۴۔ مآثر الکرام ۱: ۱۴۹، ۱۵۴، ۲۵۱۲، ۲۵۲، حدائق الحنفیہ ۴۴۴، ... ۳۱۶، ابجد العلوم ۹۱۰، ۹۱۱، شمع انجمن ۲۷۹ ...

... تذکرہ ۹۸ ... نزہۃ ۶: ۱۱۸ ...

... دیوان کاکوروی: ۱۶۹ ...

... مآثر الکرام: ۲۹۳، ۲۹۶ ... ابجد العلوم ...

۷۔ سید مرتضی زبیدی بلگرامی (۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء)

۸۔ شیخ علی حزیں بنارسی (۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء)

۹۔ قاضی نجم الدین علی خان علوی ثاقب کاکوروی (۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء)

بقیہ حاشیہ

۹۹ - ۹۰ ، حیات جلیل ۲: ۱۵۹ - ۱۶۸ ، تذکرہ: ۵۳ ، النزہۃ ۶: ۹۱ - ۲

قصار الارب: ۲۰۶ ، THE CONTRIB[illegible] 212

۵۔ حدیقۃ الافراح: ۲۳۶ ، مآثر الکرام ۱: ۲۹۶ - ۲۹۸ ، ۲: ۳۰۶ - ۳۰۸ ، نتائج الافکار: ۴۳ - ۴۴ ، ابجد العلوم: ۹۱۸ ، تذکرہ: ۲۱۹ - ۲۲۰ ، النزہۃ ۶: ۴۳ ، حدائق: ۴۶۲ - ۴۴۴ ، خزانہ عامرہ: ۶۴ - ۶۲ ، تذکرہ بے نظیر: ۱۴۹

۶۔ السبحۃ: ۱۱۸ - ۱۲۳ ، مآثر الکرام ۱: ۱۹۴ ، ۲: ۳۰۳ - ۳۰۴ ، ریاض نوزدہ: ۴۳ ، فارسی بلگرام: ۳۱۷ - ۳۲۰ ، حدیقہ: ۲۲۳ ، حیات جلیل ۲: ۱۹۳ - ۱۹۶ ، قصار: ۳۲۳ - ۳۲۴ ، ابجد العلوم: ۹۲۰ - ۹۲۳ ، اتحاف النبلاء: ۳۳۳ ، ۳۳۱ ، حدائق: ۴۵ ، ۴۶ ، قاموس الاعلام: ۳۲۴ - ۳۲۵ ، تذکرہ: ۱۵۴ - ۱۵۵ ، النزہۃ النزہۃ ۶: ۲۰۱ - ۲۰۶

۷۔ تاج العروس ۱: ۳۶۹ - ۳۷۰ ، عجائب الآثار ۲: ۱۹۶ - ۲۱۰ ، اتحاف النبلاء: ۴۰۷ - ۴۰۸ ، قصار الارب: ۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ابجد العلوم: ۲۱۱ - ۲۱۰ ، ۶۵۷ ، حدائق الحنفیہ: ۴۵۸ - ۴۶۱ ، النزہۃ ۷: ۴۷۹ ، تذکرہ: ۲۲۴ - ۲۲۶ ، ہدیۃ العارفین ۲: ۳۴۷ - ۳۴۸

۸۔ تذکرۂ حزیں: ۲۴۱ ، فرائد الدہر: ۳۸۵ ، تذکرۂ بے نظیر: ۵۸ - ۵۹ ، حدیقۃ الافراح: ۲۳۶ - ۲۳۷ ، خزانہ عامرہ: ۱۹۳ - ۱۹۵ ، سرو آزاد ۲: ۲۲۵ - ۲۲۶ ، خمخانۂ جاوید ۲: ۲۰۰ - ۲۹۹ ، النزہۃ ۶: ۳۳۳ - ۳۳۴ ، مخزن الغرائب: ۳۶۲ - ۳۶۳

۹۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری: ۳۳۲ - ۳۳۸ ، حدیقۃ الافراح: ۲۳۷ ، تذکرہ: ۲۳۳ ، ۲۰۵

۔ [illegible] کوپاموی (۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء)

[illegible] محمد [illegible]

۔ وزیر علی [illegible]

۱۱۔ [illegible] دبیر [illegible] مرادآبادی لکھنوی (۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء)

۱۱۔ سید [illegible] پوری (۱۲۵۰ھ/۱۸۴۱ء)

۔ [illegible] بگرامی (۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء)

۔ [illegible] کاکوروی (۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء)

۔ احمد حسن [illegible] (۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء)

النزہۃ ۷، ۳۹-۴۹۸ ۔ سفرنامہ لندن (مخطوطہ) ماہنامہ المعارف [illegible]، [illegible] جلد ۹ شمارہ ۵، ۶، مفتاح التواریخ ۷۷، کوکب ۱۳۶، ۱۶۷۔

۔ تاج الافکار ۱۳۹، ۱۵۱، شمع انجمن ۴، النزہۃ ۲۵، ۲۶، تکملہ [illegible] ۱۹۸، ۱۴۹۔

۱۱۔ فوائد الدہر ۳۸۹، ۳۹۰، حدیقۃ الافراح ۲۲۸۔

۱۲۔ النزہۃ ۷، ۵۲۴، تذکرہ ۲۵۰، دیوان وزیر (مخطوطہ)

۱۳۔ النزہۃ ۷، ۲۱، ۲۳، تاج اللغات ۱-۶، تذکرہ ۱۴۸۔

۱۴۔ نجوم السماء ۳۹۰، ۳۹۵، تذکرہ [illegible] ۲۷۸، النزہۃ ۷، ۳۹۲، ۳۹۵، [illegible] ۳۴۲۔

۱۵۔ حدیقۃ الافراح ۴۲۰، ۴۲۳، ابجد العلوم ۲۱۴، [illegible] ۱۳۰، تذکرہ ۳۰۰، النزہۃ [illegible]

۱۶۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری [illegible] ۱۷۲، تذکرہ ۶۳، ۶۴، النزہۃ ۷، ۱۶۸، [illegible] ۲۴۲

۲۳۔ سخنوران کاکوری ۱۸۵، ماہنامہ برہان جلد ۱۹ شمارہ ۵ CONTRIBUTION OF INDIA TO ADABIELIH P.P. 43. کواکب ۷۷، ۱۹۷۔

۔ ابجد العلوم ۹۳۶، اتحاف النبلاء ۲۲۲-۲۲۳، شمع انجمن ۳۴۲، تذکرہ ۱۴۰، النزہۃ [illegible]

۱۸۔ علامہ فضل حق خیرآبادی (۱۲۷۸ھ/۲-۱۸۶۱ء)

۱۹۔ مفتی محمد عباس تستری لکھنوی (۱۳۰۶ھ/۹-۱۸۸۸ء)

رضا حسن خاں علوی کاکوروی :۔

امیر رضا حسن خاں (ایف۔ اے، ایس۔ پی) ابن نواب امیر حسن خاں بسمل ابن میر بہادر خاں علوی سفیر شاہ اودھ، مخدوم زادگان (علوی)، کاکوری میں سے تھے۔ ۲۹ ذیقعد روز پنجشنبہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۷ ۱۲ اپریل ۱۸۳۱ء کو کانپور میں پیدا ہوئے[1] حاجی محمد سعید بغدادی نے تاریخ ولادت متعدد قطعات سے نکالی۔

شرف العصر مولود وفاق اور معدن الخیر قدر مان الوجود[2]

۱۲۴۶ھ ۱۲۴۶ھ

قسام ازل نے لکھ دیا تھا کہ یہ بچہ کم عمری ہی میں ایک بلند پایہ شاعر اور متبحر عالم بن جائے گا۔ والد ماجد نواب امیر حسن خاں بسمل عربی و فارسی میں بڑی دسترس رکھتے تھے۔ انکی تصانیف میں "پنج گلبن" اور "میزان المعانی" مشہور ہیں[3]

النزہۃ ۷، ۲۲، ۲۵، تراجم علمائے حدیث ہند ا:۱۵۲، ۲۷۶، تلامذۂ غالب ۲۳۱۔ ۲۳۲

۱۸۔ آثار الصنادید ۱۰۴/۱۲۳-۱۲۴، الثورۃ الہندیہ (باغی ہندوستان)، ریاض الفردوس: ۱۴۰، ابجد العلوم: ۱۳۱، علماء کے چند علماء ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۱۴۵، ۱۹۱، تذکرہ ۱۶۴، النزہۃ ۲۶۴، ۲۷۷

۱۹۔ تاریخ عباس جلد اول و دوم۔ النزہۃ ۱۸، تذکرہ بے بہا ۲۲۵۔ ۲۲۱

۱۔ تذکرۂ مشاہیر کاکوری: ۱۶۸، تذکرہ: ۹۳

۲۔ ایضاً ایضاً

۳۔ تذکرۂ مشاہیر کاکوری: ۵۲

رضا حسن خاں چار سال کی عمر میں حسب دستور پڑھنے بٹھائے گئے جملہ کتب درسیہ کانپور میں مشاہیر علما کے روبرو پڑھیں (۱) ابھی تعلیم میں منہمک تھے کہ والد نے اپنے پاس کلکتہ بلا لیا۔ چنانچہ ۲۶ محرم الحرام ۱۲۶۳ھ کو کانپور سے روانہ ہوئے اور ۱۶ ربیع الاول کو کلکتہ پہنچے (۲) وہاں پہنچ کر بقیہ تعلیم حاصل کی اور مشہور اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ خداداد ذہانت اور فراست کی بنا پر اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہو کر فاتحہ الفراغ پڑھا (۳) عربی ادب کی تعلیم سید عبدالرزاق یمنی سے حاصل کی۔ عربی و فارسی نظم و نثر میں یکساں قدرت حاصل تھی۔ صاحب "تذکرہ علمائے ہند" ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وہ خداداد ذہانت و فطانت کے مالک تھے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں تمام علوم متعارفہ سے فراغت حاصل کی۔ خاص طور پر عربی و فارسی نظم و نثر کی انشاء میں اپنے معاصرین سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اہل کمال ان کی جانب اشارے کرنے لگے۔ بنگال میں ان کی تصانیف مشہور ہیں۔ ان تصانیف میں "قصیدہ انموذج الکمال" جو قصیدہ بردہ کا ہم قافیہ ہے۔ ۱۲۶۴ھ میں تصنیف فرمایا، چنانچہ اس کے اختتام پر فرماتے ہیں۔

تمللہ یم فقد اما اخت موتمنا

الله ازل الایجاز والختم

۱۲۶۴ھ

۱۔ النزہۃ ۷: ۱۷۸۔

۲۔ لامیۃ الہند و ریحانۃ الزند۔ رضا حسن خاں علوی: ۲۳

۳۔ النزہۃ ۷: ۱۷۸۔

۱۲۶۵ھ میں جب ان کی عمر بیس سال تھی "اسعد قصیدہ" کی شرح لکھی۔ دوسری تصنیف "معارج الاذکیا" اہم ہے جو مختلف علوم کے مشکلات کے حل کے سلسلہ میں ہے۔ مؤلف کی نظر سے یہ دونوں کتابیں گزری ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں سے مصنف کی علمی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے۔" (۱)

"نزہۃ الخواطر" کے مؤلف رقم طراز ہیں کہ موصوف نے درس وتدریس کا شغل شروع کیا اور تقریباً بیس تصانیف مرتب کیں (۲)

رضا حسن خاں کلکتہ میں مقیم تھے اسی اثنا میں والد ماجد کا ۱۲ رمضان ۱۲۷۰ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۸۵۴ء کو انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد مستقل طور پر درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وَصَرَفْتُ اکثر اوقاتی فی التصنیف فاعدوت [illegible]
صاحب اکثر المصنفات العجیبۃ ورسائل کثیرۃ من المؤلفات
الغریبۃ (۳)

"تذکرہ مشاہیر کاکوری" میں ان کے نگارشات کے نام اس طرح درج کیے ہیں:
"التحقیقات الدقیقہ"، حاشیۃ علی حاشیۃ الزاہدیہ علی الرسالۃ [illegible]
[illegible] المنظوم فی تحقیق العلم والمعلوم، حاشیۃ شرح تہذیب جلالی، حاشیہ

۱۔ تذکرہ، ۶۳۔۶۴۔

۲۔ النزہۃ ۷: ۱۷۷

۳۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری: ۵۵۔

۴۔ لامیۃ الہند ا ۲۳

العذراء، کدالقلم فی حل شبیة المبذء الاصم، صولة الضرغام فی دفع زخرفات الاوهام، الترشیح المزید فی تفہیم الیزید، غایة الارب فی شرح لامیة العرب، معاطاة الکؤوس فی شرح العروس، اعمال القلم و البیان فی جلاء سبحة المرجان، نکہة المسک والعنبر فی تعمیر سلافة العصر کین الصہباء فی دستور الانشاء، اعتراضات علی عجب العجاب، نزہة الارواح، اعتراضات علی حدیقة الافراح لازالة الاتراح، جولان القلم فی شرح لامیة العجم، اعتراضات علی نفحة الیمن فیما یزول بذکرہ الشجن، بستان الادب فی لطائف العرب، مطارح الاذکیاء، ہدیة الاحباء، قصیدہ انموذج الکمال، لامیة الہند" (۱)

"مطارح الاذکیاء" پچاسی صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ہے جسے موصوف نے رمضان ۱۲۶۳ھ میں تحریر کیا۔ اسی سال کلکتہ میں طبع ہوا۔ لکھتے ہیں:

"وسمیتہا مطارح الاذکیاء ولقبتہا ہدیة الأحباء، وذالک فی جلستین من یومین مع قلة الترصة وکثرة المشاغل" (۲)

"قصیدہ لامیة الہند" عربی زبان پر موصوف کی قدرت کی دلیل ہے۔ ایک سو سولہ اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ صفر ۱۲۶۳ھ میں صرف ایک شب میں کہہ ڈالا اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نہ تو اس میں تکرار قوافی ہے۔ ورنہ ابتذال مضمون نسب صنویت ہر شعر کی تصریح بھی کی ہے۔ اپنے پیش روؤں میں سب سے زیادہ طویل لامیہ قصیدہ ہے۔

۱۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری: ۱۶۹-۱۷۰

۲۔ مطارح الاذکیاء: ۲

یہ قصیدہ بشروع صفر ۱۲۶۲ھ [illegible] مطبع
طبع ہوا۔ قصیدہ کے آخر میں شاہ اودھ نصیر الدین حیدر (۱۸۲۷–۱۸۳۷ء)
کی شان میں کچھ مدحیہ اشعار بھی ہیں۔
چند متفرق اشعار ملاحظہ ہوں۔

العقر فی القصر کالغفرات فی الزلل … والجبر فی الصبر کالعثمان [illegible]

اصبر علی مهلکات الدهر مؤتلفا … فالصبر [illegible] الایمان بلید ل

لا تغترر علی ما جاء من نشط … ان النشاط بما یاتی علی الخلل

والقلب منکدر اسفا علی عتو … والعین باکیة للتقرد الاکل

کیف السبیل الیها قد احاط بها … اسد المعارك ابطال بنو ثعل

وحولها قد غدت مسکونة معها … بیض وسمر وسهم الاعین النجل

رأیتها بغتة واللیل فی ظلم … والحرس فی کسل والناس فی شغل

عجبت من وردها القانی وقلت لها … قد احضر اللیل من لا خاف بالاجل

فقالت اذهب وانی لست اسعده … ولست اخشی من الاکدار والملل

رضا حسن خاں نے اپنے والد کی یاد میں کچھ اشعار کہے تھے ان سے اُن کے جذبات
واحساسات کی ترجمانی ہوتی ہے۔ چند اشعار درج ذیل ہیں۔

یا للاعزة ساروا فی القبا شبیر … فاسود یومی کما حداق الیعافیر

محوا لحبسوم هم الارواح فارتحلوا … وخلفونا کامثال التصاویر

من لی بابراء امراض زمنت بها … راح الطبیب المداوی بالتداییر

الدهر مد ید العدوان حیث طوی … بساط عافیتی طی الطوامیر

لا یعمل الصبر نارا تلذع فی کبدی … فکیف یحملها سلك الاساطیر

افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی اور عین شباب میں انتیس سال پانچ ماہ کی